⊙ دانیال خان

پی ایچ ڈی اسکالر، برونل یونیورسٹی، لندن/لیکچرار، یونیورسٹی گیلانی لاء کالج، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

⊙⊙ رئیس نعمان احمد

اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی گیلانی لاء کالج، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

⊙⊙⊙ ڈاکٹر عطا اللہ خان محمود

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ لاء اینڈ شریعہ، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ادب، حقوقِ اشاعت اور تخلیقی معیشت کے درمیان ربط: تحقیقی تجزیہ

Abstract:

This research tries to establish a correlation among literature, intellectual property rights, and creative economy. Piracy is one of the hindrances in the way of national role of literature. Poetry, research, novel, drama, and other literary efforts decay for the reason of rampant violation of copyrights. This not only affects growth of literature but also causes decline in national creative economy. Among various reasons behind violation of copyrights are lack of awareness of laws, complex legislative construction, and exorbitant trail costs. Literature in Pakistan generally and Urdu literature particularly has been victims of piracy. This research systematically establishes role of Urdu literature in national creative economy. Moreover, it will aim to create awareness regarding copyrights in very convenient manner to help creative economy grow.

Keywords:

copyrights, creative economy, literature, law

تعارف:

ہمہ گیر اخلاقیات اور قانون دونوں تخلیق کار کو اسکی علمی و مالی سرمایہ کاری کا بدل دینے کا درس دیتے ہیں (۱)۔ حتیٰ کہ اسلام جو دینِ فطرت ہے، مزدور کو اسکی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینے کی تبلیغ کرتا ہے (۲)۔ دوسرا یہ انسانی جبلت ہے کہ وہ ہر شے کو سہل بنانا چاہتا ہے اور اسی جبلت کو اگر پابندِ قانون و انصاف نہ رکھا جائے تو پھر تخلیق کا رسرقہ اور دوسرے غیر قانونی طریقوں سے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں ہوتا (۳) سرقہ اور خصوصی طور پر علمی سرقہ کے نتیجے میں قانون کی عملداری کرنے والے تخلیق کار اور ادیب علمی اور معاشی حوصلہ افزائی نہ ہونے پر بے دلی کا شکار ہوتے ہیں جس کا اثر تخلیقی معیشت پر پڑتا ہے۔

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دانشورانہ حقوق کے ایک ادارے کے مطابق ۱۹۹۵ء۔۲۰۰۳ء کے عرصہ میں علمی سرقہ کی وجہ سے ہر سال تقریباً پانچ ارب سینتیس کروڑ روپے کا اوسطاً نقصان کا تخمینہ لگایا گیا ہے (۴)۔ حقوق اشاعت کی خلاف ورزی کا نقصان دوہرا ہے۔ ایک طرف تو یہ ملکی معیشت کے محصولات اور بیرونی سرمایہ کاری پر اثر انداز ہوتا ہے اور دوسری طرف یہ علمی تخلیق کی راہ میں رکاوٹ بن کر سامنے آتا ہے۔

پاکستان میں اردو ادب کی ترویج میں حائل رکاوٹوں میں سے ایک بڑی وجہ دانشورانہ حقوق کی خلاف ورزی ہے قومی سطح پر اگرچہ ادبی سطح پر تخلیقی آداب اور اسکی پاسداری کی آگاہی پائی جاتی ہے لیکن قانونی لحاظ سے یہ تمام معیار قانون کے نظریاتی اور علمی نفاذ کا حصہ نہ ہیں۔ اردو ادب ایک کثیر جہتی تزویراتی عمل کا نام ہے جس کے کئی پیچیدہ عوامل کارفرما ہیں۔ موجودہ حقوق اشاعت کا قانون کافی معاملات پر ان کی حفاظت کرنے سے قاصر رہتا ہے اور بہت سے مواقعوں پر نفاذِ عمل سے بیگانہ ہے۔ حقوق اشاعت کے پیچیدہ اور عام فہم نہ ہونے کی وجہ سے قومی سطح پر علمی سرقہ عروج پر ہے جو قومی تخلیقی معیشت پر کاری ضرب لگا رہا ہے۔ اس صورت میں پاکستان اندرونی طور پر علمی پسماندگی کا شکار ہو رہا ہے۔ اور دوسری جانب اقوامِ عالم پاکستان پر علمی اور معاشی پابندیوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔

عالمی سطح پر پاکستان دانشورانہ حقوق سے متعلق بہت سے معاہدوں کا حصہ بن چکا ہے جن میں برن معاہدہ ۱۸۶۶ء، عالمگیر معاہدہ حقِ تصنیف (اشاعت) ۱۹۵۶ء اور ٹریس ایگریمنٹ ۱۹۹۳ء شامل ہیں۔ ان معاہدوں کی وساطت سے پاکستان حکومت پر لازم ہے کہ نہ صرف قومی سطح پر حقوقِ اشاعت کو نافذ کرے بلکہ عالمی تخلیقی کاموں کی حفاظت کا بھی پاس رکھے (۵) مزید یہ کہ عالمی تخلیقی کاموں کی بلا امتیاز حفاظت کو یقینی بنائے (۶)۔ ایسا نہ کرنے کی صورت میں یا کسی بھی قسم کے امتیاز کی صورت میں پاکستان عالمی تنہائی کا شکار بھی ہوسکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی عالمی تجارتی تنظیم اور عالمی تجارتی ادارہ پاکستان پر جرمانہ بھی عائد کرنے کا مجاز ہے (۷)۔

پاکستان کا قانونی ڈھانچہ مختلف طرح کے دانشورانہ حقوق کی حفاظت کے نظام کو فروغ دیتا ہے جن میں حقِ دانش، تجارتی نشان اور تجارتی اختراع شامل ہیں (۸)۔ دستورِ پاکستان ۱۹۷۳ء ہر طرح کی جائیداد سے تعلق رکھنے والے حقوق کی حفاظت کا اصول واضح کرتا ہے اور اس میں حقِ دانش یا دانشورانہ حقوق شامل ہیں (۹)۔ ادبی حقوق کا ایک واضح حصہ حقِ اشاعت کے زمرے میں آتا ہے اور اس ضمن میں سب سے پہلا قانون کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۱۴ء سامنے آتا

ہے جو برطانوی حکومت نے اس وقت کے متحدہ ہندوستان میں متعارف کروایا(۱۰)۔ سال ۱۹۶۲ء عیسوی میں ایک صدارتی حکم کے ذریعے حقِ اشاعت کے لئے ایک نیا قانون متعارف کروایا گیا جو ۱۹۱۸ء کے قانون کا تسلسل تھا۔ سال ۱۹۶۸ء عیسوی میں صدارتی حکم ۱۹۶۲ء کے عملی نفاذ کے اصول وضع کیے گئے اور یہ نافذ العمل ہوا(۱۱)۔ حقِ اشاعت کے قانون کو ۱۹۹۴ئمیں ایک بار پھر تبدیل کیا گیا۔ سال ۱۹۹۳ء میں پاکستان نے ٹریس ایگریمنٹ پر دستخط کیے اور اپنے قانون کو عالمی معیار پر لانے کا وعدہ کیا(۱۲)۔ اسی وعدے کے پاسداری کے لئے ۲۰۰۰ء میں صدارتی حکم کے ذریعے کاپی رائٹس آرڈیننس ۲۰۰۰ء عمل میں آیا۔ اسی سال ہی پاکستان میں دانشورانہ املاک کے حقوق کی تنظیم (Intellectual Property Rights Organisation) عمل میں آئی (۱۳)۔ یہ ادارہ پاکستان میں جملہ حقوقِ دانش کے نفاذ اور اس سے متعلقہ مسائل پر نہ صرف نظر رکھتا ہے بلکہ اُن کو حل کرنے کے لئے حکومت کی مدد کرتا ہے۔

دانشوارنہ حقوق خصوصی طور پر حقوق اشاعت سے متعلقہ حکومتی اور قانونی کاوشوں کے باوجود پاکستان کا ادبی اور ثقافتی تخلیقی حصہ عالمی سطح پر وہ مقام حاصل کرنے سے قاصر ہے جو ہمسایہ ممالک نہایت خوش اسلوبی سے حاصل کر رہے ہیں (۱۴)۔ سال ۲۰۱۸ء میں اقوامِ متحدہ کے ذیلی ادارے کی تخلیقی معیشت پر ایک رپورٹ سامنے آئی جس میں اقوام عالم کی تخلیقی استعداد کو پرکھا گیا اگرچہ اس رپورٹ کے مطابق پاکستان نے تخلیقی معیشت میں بہت سارے سنگ میل عبور کیے مگر دو رجحان تشویش کا باعث ہیں۔ ادب اور بالخصوص اردو ادب کا تخلیقی معیشت میں کردار نہ ہونے کے برابر ہے اور مزید برآں کہ سال ۲۰۱۳ء کے بعد تخلیقی معیشت دن بدن تنزلی کا شکار نظر آتی ہے (۱۵)۔ جس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک وجہ قوانین کی عملداری کا فقدان ہے۔

اس بحث میں اردو ادب کو مرکز بنا کر اس کے تخلیقی معیشت پر اثر کو واضع کیا جائے گا۔ تخلیقی معیشت کو اردو ادب کے ساتھ جوڑنے کے بعد اس بات پر مزید تحقیق کی جائے گی کہ کس طرح حقوقِ اشاعت اردو ادب کی ترویج میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ترویجِ ادب اور تخلیقی معیشت میں ربط:

ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مایہ ناز جامعہ سٹین فورڈ سے سال ۲۰۱۳ء میں ایک کتاب شائع ہوئی جس کا عنوان 'ادب اور تخلیقی معیشت' ہے۔ کتاب کی مصنف سارہ برویلٹ برطانوی ادب اور تخلیقی معیشت کے درمیان ربط کو واضح کرنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

> ''میں سمجھتی ہوں ادب اور ادبی تحریروں نے برطانوی تخلیقی معیشت کو بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے ادبی فن پاروں نے نہ صرف برطانوی معیشت بلکہ حکومتی لائحہ عمل بنانے میں بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ ادیبوں، فنکاروں، شاعروں اور مختلف ادبی تخلیق کاروں نے قومی اور معاشرتی مسائل کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے جو کہ ایک خاموش انقلاب ہے ادب نے ثقافت، معیشت اور حکومت کے درمیان ایک ربط پیدا کیا ہے اسی ربط کا ہی نتیجہ ہے کہ برطانیہ نے عالمی تخلیقی معیشت میں اپنا مقام بنالیا ہے۔ اسی ضمن میں رچرڈ فلوریڈا کی بہترین فروخت ہونے والی کتاب

The Rise of Creative Classاہم ہے۔"(١٦)

مصنف اس کتاب میں ابھرتی معیشتوں کے نئے محرکات پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ دنیا کوئلے، اجناس لوہاری مشینوں سے نکل کر تخلیقی فنون کی طرف جارہی ہے اور اسکا عملی مظاہرہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی سلیکون ویلی ہے جس کا تجارتی حجم دنیا کی تمام دوسری تجارتی منڈیوں سے زیادہ ہے (١٧)۔ اگر امریکہ کی اس منڈی کا تخلیقی جائزہ لیا جائے تو اس بات کی قلعی کھولتی ہے کہ امریکہ نے ادبی تخلیق کو فروغ دیا ہے اور ادبی تخلیق کو محفوظ کرنے کے لیے نہ صرف اپنی سرزمین پر سخت قوانین متعارف کروائے ہیں بلکہ علمی ریاستوں کو بھی ٹریس ایگریمنٹ ١٩٩٣ء جیسے سخت معاہدوں کے ذریعے ادبی تخلیق کا پابند بنایا ہے۔ (١٨)

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ وہی قوم دنیا میں اپنا مقام بنانے اور اسے برقرار رکھنے میں کامیاب رہتی ہے جس نے تخلیق کا دامن اپنے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیا۔ پاکستان میں ادب کی ترویج کے لیے دانشورانہ حقوق، خصوصاً حقِ اشاعت، کی مؤثر عملداری ضروری ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ قانون نہ صرف نظریاتی محاذ پر کارآمد ہو بلکہ عملی محاذ پر اسکا نفاذ کسی سمجھوتے کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ دانشورانہ حقوق میں قانون کی حکمرانی کا نتیجہ تخلیقی معیشت پر ہوگا اور ادیب، شاعر، لکھاری، ڈرامہ نگار اور مصنفین اس یقین کی کیفیت میں رہیں گے کہ اُن کا کام استحقاق کے مطابق حوصلہ افزائی پائے گا۔

حق اشاعت کیا ہے؟

حق اشاعت مصنف کا اسکی اپنی تخلیق پر اجارہ داری قائم کرنے کا حق ہے، حق اشاعت کے ذریعے مصنف یا تخلیق کار اپنے وقت، جہد اور سرمایہ کاری کے بدلے حوصلہ افزائی حاصل کرتا ہے یہ حوصلہ افزائی تخلیق کار کو معروف بنانے کے ساتھ ساتھ مالی فائدہ میسر کرتی ہے۔ حق اشاعت مصنف کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ معاشرے میں دوسرے افراد کو تخلیق پر اُبھارتی ہے جسکے نتیجے میں معاشرہ نہ صرف علم وادب میں ترقی کرتا ہے بلکہ تخلیق سے پیدا ہونے والی معاشی سرگرمی میں بھی قوم کو اقوامِ عالم میں ممتاز کرتا ہے۔

کاپی رائٹس آرڈینس ١٩٦٢ء حقِ اشاعت کو خصوصی اجارہ داری کا حق تسلیم کرتا ہے جو کسی بھی ادبی کام، ڈراما نگاری، موسیقی کے کام کے نتیجے میں مندرجہ ذیل حقوق کا اختیار دیتا ہے:

1) کام یا تخلیق کی کسی بھی صورت میں نقل تیار کرنا
2) کام یا تخلیق کو طبع کرنا
3) کام یا تخلیق کو عوام میں لانا
4) کام کی دوبارہ تخلیق، طبع یا ترجمہ شائع کرنا
5) کسی بھی علامت کو سینما یا ریکارڈ کرنا
6) کام یا تخلیق کو نشر کرنا، یا لاوڈ سپیکر پر اس کو نشر کرنا
7) کام یا تخلیق کو کسی دوسرے یا نئے طریقے میں ڈھالنا
8) کام یا تخلیق سے متعلق کوئی بھی ترجمہ بنانا جو سبق سے متعلق ہو

حق اشاعت: قانون اور نفاذ کے طریقہ کا تعارف

پاکستان میں حق اشاعت کا موجودہ قانون کاپی رائٹس ایکٹ ۱۹۶۲ء نافذ العمل ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اس میں وقتاً فوقتاً تبدیلیاں لائی گئیں اور سب سے بڑی اور آخری تبدیلی سال ۲۰۰۰ء میں کی گئی جس کی وجہ سے یہ قانون عالمی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو گیا۔ حقِ اشاعت کسی بھی طبع شدہ ادبی، ڈرامائی، موسیقائی یا فنی تخلیق کی صورت میں عطا کیا جاتا ہے اور اسکا دورانیہ مصنف کی تمام عمر اور اسکے بعد پچاس سال تک محیط ہوتا ہے حق اشاعت کو حکومتی اندراج کی ضرورت نہیں اگر چہ تجویز کیا جاتا ہے کہ مصنف اسکو حکومتی ریکارڈ میں درج کروائے اور اندارج کی دستاویز حاصل کرے۔ ہر دستاویز کسی بھی دیدہ و نادیدہ حالات میں مصنف کا حق ثابت کرنے میں مدد دے گی۔ حق اشاعت کا قانون مصنف کو اپنے حق کے اندارج کا تمام ضروری طریقہ واضح کرتا ہے اور حق اشاعت کا دستاویز تمام قومی و بین الاقوامی عدالتوں میں قابل قبول ہے (۱۹)۔

حق اشاعت کا قانون کسی بھی طبع شدہ ادبی کام کے منصفانہ استعمال کی اجازت دیتا ہے جیسا کہ تحقیق، تدریس، نجی علم، علمی نقد، خبر یا عدلیہ کے فیصلوں کیلیے کسی بھی ادبی کام کا استعمال حق اشاعت کی خلاف ورزی نہ ہوگا (۲۰)۔

حق اشاعت کی خلاف ورزی اور اسکا حل:

حق اشاعت کا قانون کاپی رائٹس ارڈیننس ۱۹۶۲ء اسکے نفاذ کا جامع طریقہ کار وضع کرتا ہے۔ حقِ اشاعت کی صورت میں مصنف کے پاس تین طرح کے راستے موجود ہیں جو اسکے نقصان کا مداوا کرتے ہیں (۲۱)۔ یہ راستے دیوانی، فوجداری اور انتظامی ہیں۔ اگر چہ کہ تینوں مختلف ہیں مگر ان تینوں کو ایک ہی وقت میں حق کی خلاف ورزی روکنے یا اسکا مداوا کرنے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

دیوانی حل:

دیوانی حل کی مختلف صورتیں ہیں جیسا کہ حکم امتناعی، معاوضہ نقصانات کا معاوضہ نقل کی گئی اشیا کو ضبط کرنا، اور نقل کی گئی اشیا کا اسکے مالک کو واپس کرنا شامل ہے۔ ایسی نقل یا خلاف ورزی جس میں مدعا علیہ کی نیت واضح نہ ہو، عدالت دیوانی سزاوں کا اطلاق نہیں کرے گی۔ اور مدعا علیہ پر کوئی بھی جرمانہ عائد نہیں کیا جائے گا۔ مگر عدالت مدعا علیہ کو کسی بھی غیر قانونی منافع کی صورت میں تمام مالی فائدہ مدعی کو دینے کا حکم سنا سکتی ہے۔ آجر ہر صورت میں اپنے ملازمین کے اعمال کا بلواسطہ ذمہ دار ہوگا اور کسی بھی خلاف ورزی کی صورت میں مدعی بنائے دعویٰ رکھتا ہے اگر کسی بھی صورت میں مدعی عدالتی کاروائی شروع کرنے یا جاری کرنے سے قاصر ہے تو اس صورت میں مصنف عدالت سے شواہد کی روشنی میں درخواست کر سکتا ہے کہ کسی بھی قسم کی صورت میں حق اشاعت کی کوشش کو روکا جا سکے (۲۲)۔

فوجداری حل:

حق اشاعت کی وسیع خلاف ورزی جو کسی منظم صورت میں کسی ادارے یا کمپنی کی مل بھگت سے ہو رہی ہو

فوجداری عملداری کے زمرے میں آتی ہے ایسی صورت میں حق اشاعت کا قانون خلاف ورزی کرنے والے کو تحویل میں لینے اور قید کرنے کا طریقہ کار وضع کرتا ہے۔فوجداری قانون کے تحت حق اشاعت کی خلاف ورزی کرنے والے پر جرمانہ بھی فافذ کیا جا سکتا ہے (۲۳)۔فوجداری قوانین کے تحت نقل شدہ مواد کو کسی بھی احاطہ سے برآمد اور ضبط کیا جا سکتا ہے۔ فوجداری قوانین کا نفاذ عمومی طور پر کمپنیوں کی طرف سے حقوق اشاعت کی خلافت ورزی کی صورت کیا جاتا ہے ایسی صورت میں جب اس بات کو ثابت کر دیا جائے کہ کمپنی حق اشاعت کی خلاف ورزی کی مرتکب ہوئی ہے تو عدالت اس کے مجاز افسر کے خلاف کاروائی عمل میں لاسکتی ہے مجاز افسر صرف اس صورت میں اپنا دفاع کر سکتا ہے اگر اس بات کے ثبوت مہیا کر دیئے جائیں کہ حق اشاعت کی خلاف ورزی کا علم اس کو نہیں تھا یا اس پر عمل اسکی منشا کے بغیر عمل میں لایا گیا ہے۔ حقِ اشاعت کا قانون ۱۹۶۲ء پولیس کو اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی بھی مواد یا احاطہ کو بغیر وارنٹ اپنی تحویل میں لیں اور بعد از اں مجسٹریٹ کے سامنے مواد کو پیش کریں یا کاروائی بارے اطلاع دیں (۲۴)۔

انتظامی کاروائی:

انتظامی حل رجسٹرار کے گرد گھومتا ہے کاپی رائٹ کا رجسٹرار کسی بھی درآمدی یا برآمدی مواد پر پابندی عائد کر سکتا ہے اگر اس بات کے شواہد ہوں کہ مواد حق اشاعت کی خلاف ورزی سے جرمانہ ہوا ہے۔اس ضمن میں کسٹم ایکٹ ۱۹۶۹ء کے تحت کسٹم افراد کو درخواست دی جا سکتی ہے کہ کسی بھی شعبہ برآمد یا درآمد سامان میں ایسی اشیا ہیں جو حقِ اشاعت کی خلاف ورزی کا سبب بن سکتی ہیں، ایسی صورت میں مجاز افسر اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ کسی بھی سامان کی تلاشی لے سکے (۲۵)۔

حق اشاعت کے نفاذ میں حائل رکاوٹیں:

قومی قوانین اور بین الاقوامی معاہدوں کے باوجود حق اشاعت کا قانون موثر انداز میں نافذ العمل نہیں ہوگا۔ اسکے پس پردہ عوامل کون سے ہیں اور ان کو کس طرح سے حل کیا جا سکتا ہے؟ اس ضمن میں مختلف آرا موجود ہیں۔کچھ قانون دان پاکستان حکومت کی پالیسوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں (۲۶) جبکہ کچھ پاکستانی ناشرین کو دوش دیتے نظر آتے ہیں جو اپنے منافع کو بڑھانے کے لیے آئے دن ادبی سرقہ کے نئے طریقہ کار نکالتے ہیں اور قانون کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں (۲۷)۔حقِ اشاعت کے کمزور نفاذ کا دفاع کرتے ہوئے ایک بڑا طبقہ ادبی سرقہ کو غلط سمجھنے سے انکاری ہے۔اس طبقے کے دلائل حقِ اشاعت اور علم پر اجارہ داری کے گرد گھومتے ہیں، سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ علم پر اجارہ داری اس کے پھیلاؤ کو روکے گی اور حقِ اشاعت کے ذریعے کوئی بھی شخص علم کو ان لوگوں سے روکنے پر قادر ہوگا جو اسکا معاوضہ ادا نہیں کر سکتے اسکی بڑی مثالیں بین الاقوامی کتب ہیں جن کی قیمتیں آسمان کو چھو رہی ہیں اور علم کے پیاسوں کی ایک بڑی تعداد ان تک رسائی نہیں رکھتی (۲۸)۔حقِ اشاعت کا قانون محروم معاشروں میں نافذ کرنا دوہری غلطی ہے ایک طرف لوگ اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے محدود وسائل کا شکار ہیں اور دوسری طرف علم و ہنر پر اجارہ داری دوہری محرومی کا باعث بنے گا۔تعلیم ہر شخص کا بنیادی حق ہے اور حقِ اشاعت اسکے تابع ہے (۲۹)۔

ان دلائل کا رد اس طرح سے کیا جا سکتا ہے کہ ادب کی نئی جہت دانشوارنہ حقوق ہیں جو علم و ادب میں جدت و

مقابلہ کا ماحول پیدا کرتے ہیں۔ ادیب و مصنف صرف اس صورت میں اپنا خون پسینہ ایک کریں جب حکومت و معاشرہ اس بات کو یقینی بنائے کہ اُن کی محنت و مشقت رائیگاں نہیں جائے گی اور کسی بھی قسم کی اختراع کو وہی مقام حاصل ہوگا جو کسی عام جائیداد کو حاصل ہے کسی بھی قیمتی جائیداد کا حصول ایک کڑی محنت و مشقت کے بعد ہوتا ہے اور اسکے بعد مالک اس بابت حق و استحقاق رکھتا ہے کہ اپنی جائیداد کا تصرف اپنی مرضی و منشا سے کرے (۳۰)۔ اسی طرح سے دانشوارنہ حقوق بشمول حق اشاعت حکومت اور معاشرہ سے اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ ایسی تخلیق جس کے لیے مصنف نے اپنا جان، مال اور وقت قربان کیا ہے، بدل لائے اور خالق کو اسکا جائز منافع حاصل ہو۔ نہ صرف منافع حاصل ہو بلکہ اس کام کو معاشرہ اس طرح سے سراہے کہ کسی بھی ناجائز سرقہ کی صورت میں مصنف کو اسکا بدل ملے (۳۱)۔

تمام ایسے دلائل کہ علم پر اجارہ داری علم کو روکے گی تصویر کا ایک رخ دکھاتے ہیں اور اگر ان دلائل کو تنقیدی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ دانشورانہ حقوق بشمول حق اشاعت نہ صرف علم کی ترویج کرتے ہیں بلکہ معاشرہ میں ایک مثبت مقابلہ کی فضا قائم کرتے ہیں۔ اسی فضا میں علم و ادب پھلتا پھولتا ہے (۳۲)۔

اسی ضمن میں حق اشاعت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے سیٹھی صاحب اپنے مضمون میں رقم طراز ہیں:

> ''حقِ اشاعت کے پاکستانی قوانین نہ صرف واضح ہیں بلکہ سخت ہیں۔ لیکن ان کا نفاذ ایک مسئلہ ہے جس کی وجہ سے مقدمات کا طویل اور مہنگا ہونا ہے۔ مثالی طور پر حقِ اشاعت کی خلاف ورزی بڑا مسئلہ نہیں ہے لیکن غیر ملکی کام کو سرقہ سے بچانے کی راہ میں دو اہم مسائل ہیں (الف) غیر ملکی کتابیں بہت مہنگی ہیں اور ان کی کم رسد اور علمی سال کے شروع میں کلب سرقہ کا راہ کھولتی ہے اور اس طرح اس خلا کو پر کیا جاتا ہے (ب) غیر ملکی ناشر اپنے حقوق کی جنگ لڑنے میں شد و مد کا شکار رہتے ہیں جس کی وجہ وکلا کی فیس اور سرقہ بازوں کا بڑا منافع ہے۔'' (۳۳)

اگرچہ غیر ملکی ناشر و ادیب غیر ضروری قانونی جنگوں میں نہیں پڑتے مگر اپنی تصانیف کو ان ملکوں میں شائع ہونے سے روکتے ہیں جن میں حقِ اشاعت کا نفاذ خطرے میں ہو۔ اور اسطرح سے علم و ادب کا یک نادر ذخیرہ مملکتِ پاکستان میں پہنچنے سے رک جاتا ہے۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حقِ اشاعت علم و ادب کی ترویج کرتا ہے نہ کہ علم کو اجارہ داری کے ذریعے روکتا ہے۔

حق اشاعت کی خلاف ورزی کی بڑی وجوہات مندرجہ ذیل ہے:

1) ناجائز معاشی فائدہ
2) حق اشاعت کے قوانین کا کمزور نفاذ
3) کتابوں کا مہنگا ہونا
4) منافع خوری
5) اصل طبع شدہ ادب و کتابوں کا مہیا نہ ہونا
6) جدید چھاپہ خانہ اور علمی سرقہ کا آسان ہونا

7) قانون سے آگاہی کا نہ ہونا

8) وقت پر خلاف ورزی کے خلاف قانون کا دروازہ نہ کھٹکھٹانا

9) قانونی طریقہ کار کا مشکل اور پیچیدہ ہونا

10) عوام کو ادبی سرقہ کے بارے علم نہ ہونا

11) وکلا کو حق اشاعت کے بارے فہم نہ ہونا یا وکلا کو ادبی سرقہ کے بارے علم نہ ہونا

12) ادب کی درآمدی پر مشکلات (۳۴)

یہ تمام مسائل حق اشاعت کی خلاف ورزی کی راہ آسان بناتے ہیں اور اسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ عالمی ادارے پاکستان کو علم وادب کے لئے غیر پسندیدہ ملک کا درجہ دیتے ہیں جسکا اثر نہ صرف علم وادب کی ترویج پر ہوتا ہے بلکہ تخلیقی معیشت بھی مسئلہ کا شکار ہوجاتی ہے۔علم وادب کا معاشرتی ومعاشی ترقی کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔

ادب کی ترویج اور تخلیقی معیشت کو مضبوط کیسے بنایا جائے:

انٹرنیٹ اور موجودہ صنعت وحرفت کی صنعت نے انسانی زندگی کے جن امور پر اثر ڈالا ہے اس میں ادب بھی شامل ہے۔ادب وتخلیق ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں اس تحقیق کو لکھتے ہوئے مصنف نے اس بات کو محسوس کیا کہ گوگل اور دوسرے برقی ذریعے اردو ادب کا ترجمہ کرتے ہوئے قحط کا شکار ہیں۔مزید تحقیق کے بعد آشکار ہوا کہ کمپیوٹر سے جڑے ہوئے بہت سے معاملات میں اردو ادب کی ترویج خطے کی دوسری قومی زبانوں کی نسبت نہایت کم ہے اس کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں مگر ان میں سے ایک مناسب حوصلہ افزائی کا نہ ہونا ہے۔

کسی بھی قوم کا ادب اسکے معاشرتی، عمرانی، ثقافتی، معاشی ڈھانچے کی بنیاد ہوتا ہے ادب کی ترویج قوم کی زندگی کے ہر حصے پر اثر چھوڑتی ہے۔ادب اور خصوصی طور پر اردو ادب کی ترویج پاکستانی قوم کی اس شے پر مجبور کرے گی کہ وہ موجودہ تخلیقی معیشت میں نئے خیالات کو متعارف کروائیں اور اسکی وجہ سے ایک معاشی سرگرمی شروع ہو جو بین الاقوامی سرمایہ کاروں کی توجہ پاکستان کی طرف موڑ دیں۔ایسا ہونے سے نہ صرف اُردو ادب کو جلا ملے گی بلکہ ملک معاشی طور پر ترقی کرے گا۔اس بات کا اندازہ دنیا کے حق اشاعت کی کمائی سے لگایا جاسکتا ہے ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سال ۲۰۰۰ء میں صرف موسیقی سے جڑی تخلیق نے ملکی معیشت کو تقریباً ۴۰۰ ارب روپے کا فائدہ پہنچایا۔(۳۵) سال ۲۰۱۵ء میں تخلیقی معیشت کا تخمینہ ۵۰۹ ارب امریکی ڈالر لگایا گیا ہے (۳۶)۔ اقوام متحدہ کے ادارے نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مستقبل قریب میں تخلیقی معیشت کے بڑے حصہ داروں کا تعلق جنوبی اشیا سے ہوگا۔جس میں چین، ہانگ کانگ، انڈیا، سنگاپور، تایئوان، تھائی لینڈ، اور ملائیشیا شامل ہیں (۳۷)۔

تخلیقی معیشت کی صنعتوں میں تخلیقی ڈیزائن، ادبی فن پارے، موسیقائی وفلمی اختراع، خبر ونشر کے ادارے، طباعت اور بصری فنون سب سے نمایاں ہیں اور مختلف معیشتیں اپنے قوانین اور سہولیات کو انکے فروغ کے لیے استعمال کررہی ہیں جس کی وجہ سے تخلیقی معیشت فروغ پا رہی ہے اور عوام خوشحال ہورہی ہے (۳۸)۔اس بات کا اندزاہ اس مثال

سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارا ہمسایہ ملک چین سال ۲۰۰۲ء میں تخلیقی معیشت سے ۳۲ ارب امریکی ڈالر کمار ہا تھا جو سال ۲۰۱۵ء میں ۱۶۸ ارب امریکی ڈالر ہو چکا ہے۔ پاکستان کا تخلیقی معیشت میں حصہ آٹے میں نمک کے برابر ہے۔

ادب کی ترویج اور تخلیقی معیشت کی مضبوطی کے لیئے چند تجاویز:

ترویجِ ادب اُن قومی ترجیحات میں شامل ہے جن کو مسلسل نظر انداز کیا جا تا رہا ہے کہ ملک بڑے مسائل کا شکار ہے جیسے دہشت گردی، معاشی بدحالی، لاقانونیت اور غربت وغیرہ۔ ایک تنقیدی نظر اس بات کو عیاں کرتی ہے کہ جس بات کو ہم غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کر رہے ہیں وہی ان تمام مسائل کا اکسیر ثابت ہوسکتا ہے اگر حکومتی اور سماجی توجہ اس کا فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو جائے۔ ادب کی ترویج ہی دہشت گردی اور اس سے جڑے گمراہ کن خیالات کو بدلنے میں ہماری مدد کر سکتی ہے۔

ادب اور تخلیقی معیشت پاکستان کی زبوں حال معاشی صورت حال کو سہارا دے سکتی ہے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ادب صرف کہنے اور سننے کی بات نہیں ہے مگر ایک طریقِ حیات ہے جو لاقانونیت کی حوصلہ شکنی کرتا ہے اور معاشرہ کو قانون کی حکمرانی کا درس دیتا ہے۔ ادب ہنر کو جنم دیتا ہے اور ہنر غربت کا دشمن ہے۔ ہنر مند معاشرہ جس کو ادب نے ہم آہنگی اور برداشت کی راہ دکھائی ہو پاکستان کا مقدر بدل سکتا ہے اور اس طرح سے ایک نظر انداز پہلو نہایت اچھے انداز سے جملہ مضمرات سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔ یہ سب حاصل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پیش خدمت ہیں:

1) ادب کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اسکی تخلیقی جہتوں پر توجہ دی جائے جو نظریاتی ادب کے ساتھ ساتھ اطلاقی ادب کی ترقی کا سبب ہے۔
2) ضرورت اس امر کی ہے کہ اطلاقی ادب کو تخلیقی معیشت کے ساتھ جوڑتے ہوئے تخلیق کاروں کو اپنے فن کے فروغ کیلئے تمام ضروری مواقع مہیا کیے جایں۔
3) تخلیق کاروں، مصنفوں، موسیقاروں اور ادیبوں کو ان کی محنتِ شاقہ کا منصفانہ صلہ دینے کا نظام موثر بنایا جائے اور اس امر کے لیے دانشورانہ حقوق بالخصوص حق اشاعت کو نظریاتی اور علمی طور پر مزید میسر بنایا جائے۔
4) حکومت کو چاہئے کہ وہ عوامی سطح پر تعلیمی آگاہی کے ذریعے دانشورانہ حقوق کی بابت اخلاقی اور قانونی سزا و جزا کا شعور اجاگر کرے۔
5) ادب کو تخلیقی معیشت سے نا صرف جوڑا جائے بلکہ اسکی کاروباری سمتوں کا تعین کیا جائے۔
6) جامعات میں اطلاقی ادب جیسا کہ موسیقی، شاعری، فنون لطیفہ، ڈرامہ نگاری اور دوسرے ادب میدانوں کو ان سے متعلقہ صنعتوں سے جوڑا جائے۔

خلاصہ:

مندرجہ بالا تحقیقی مضمون اس بات کو باور کرنے کی سعی کرتا ہے کہ ادب، دانشورانہ حقوق، اور تخلیقی معیشت میں

ایک گہرا ربط ہے جو کسی بھی قوم، ادب، تمدن وثقافت کو معاشی ترقی کا زریعہ بنا سکتا ہے جسکی واضح مثالیں ہمارے ہمسایہ ممالک ہیں۔اس بات کا ذکر ہو چکا ہے کہ چین جو کہ ہمارا ہمسایہ ملک ہے اپنے ادب وفنون کو بروئے کار لاتے ہوئے سالانہ ۱۶۸ارب ڈالر کماتا ہے۔ریاست ہائے متحدہ امریکہ اپنے ادبی شعبہ سے سالانہ کم وبیش ۶۳ ۷بلین ڈالر کماتا ہے۔ دلائل اس بات کے غماز ہیں کہ تخلیقی معیشت کا دارومدار تخلیق کاروں کی حوصلہ افزائی پر ہے جو دانشورانہ حقوق بالخصوص حقِ اشاعت کے عملی نفاذ سے جڑا ہے۔

حوالہ جات

1- Lionel Bentley, Ben Sherman, *Intellectual Property Law* (London :Oxford University Press), 3rd Edition, P.18

2- Ezieddin Mustafa Elmahjub, *Protection Of Intellectual Property In Islamic Sharia And The Development Of The Libyan Intellectual Property System* (Queensland:Queensland University)
Retrieved from https//:eprints.qut.edu.au/76106/1/Ezieddin%20M.%20 Jaballa_Elmahjub_Thesis.pdf Accessed on 25-February 2018

3- Heba A. Raslan, *Sharia and the Protection of Intellectual Property – The Example of Egypt*,"IDEA–The Journal of Law and Technology 47), 2007 , P. 510

4- Abdul Muhammad Basit, *Intellectual Property Laws* (Lahore: Federal Law House, 2013), P. 2

5- Sobia Bashir and Ghalib Khan, *Causes Of Book Piracy In Pakistan :A Study Of Khyber Pakhtunkhwa*, Journal of law and society, 2015, Vol.67, P. 113-126

6- M. Mirza, *Status of Book Piracy in World :A Country Report Of Pakistan* (Pakistan Library Bulletin, 1983), P. 21-22

7- Khalid Mehmood, Muhammad Ilyas, *Copyrights and Book Piracy in Pakistan*, International Federation of Library Associations & Institutions Journal 34.4, 2005, P. 224-232

8- David I. Bainbridge, *Intellectual Property* (Pearson Press, 2010), P. 412

9- V.J. Taraporevala, *Law of Intellectual Property*, (V.J. Taraporevala, 2005) P. 18

10- A. W. Chaudhry, *Copyright laws* (Lahore: Lahore Law Times Publications, 2005)

11- Ibid

12- A.A. Khan,*How piracy is entrenched in Pakistan,* http//:news.bbc.co.uk/1/hi/world/south_asia/4495679.stm, accessed on 16August, 2018

13- P. Torremans, *Copyright Law :A Handbook of Contemporary Research. Cheltenham*, (UK: Edward Elgar)

14- Ibid, Edition. 2007

15- *UN Conference on Trade and Development,* UNCTD (Report) 2002-2015 ,Creative Economy Outlook,available on *https//:unctad.org/en/PublicationsLibrary/ditcted2018d3_en.pdf* accessed on 8-April 2019

16- Sarah Brouillete, *Literature and Creative Economy*, (Stanford: Stanford University Press, 2014), P.9

17- *Copyrights and Book Piracy in Pakistan*, International Federation of Library Associations &Institutions Journal 34.4, 2005, P. 224-232

18- *The Copyright Ordinance, 1962Ordinance No. XXXIVof 1962, article 2*

19- *The Copyright Ordinance, 1962Ordinance No. XXXIVof 1962, article 1*

20- *The Copyright Ordinance, 1962Ordinance No. XXXIVof 1962, article 57*

21- *The Copyright Ordinance, 1962Ordinance No. XXXIVof 1962*

22- *The Copyright Ordinance, 1962Ordinance No. XXXIVof 1962, article 59*

23- *The Copyright Ordinance, 1962Ordinance No. XXXIVof 1962, article 66*

24- *The Copyright Ordinance, 1962Ordinance No. XXXIVof 1962, article 66*

25- *The Copyright Ordinance, 1962Ordinance No. XXXIVof 1962, article 65.a, b,c*

26- Carolyn Shaw Solo, *Innovation in the Capitalist Process :A Critique of the Schumpeterian Theory*, 65, The Quarterly Journal of Economics, P.417-428.

27- Petra Moser, *How Do Patent Laws Influence Innovation? Evidence from Nineteenth-Century World's Fairs*, 95-4, The American Economic Review, 2005, P. 1214-1236.

28- Michael Westerhaus, Arachu Castro, *How do intellectual property law and international trade agreements affect access to antiretroviral therapy?*, 3-8, (PLOS Medicine, 2006) P.1230-1236, 1232

29- Wesley M. Cohen, Richard R. Nelson, *Protecting Their Intellectual Assets : Appropriability Conditions and why U.S. Manufacturing firms patent*, or not(NBERWorking Paper No. 7552 <http//:www.dklevine.com/archive/cohen-survey.pdf> accessed 24January 2018

30- Margaret Jane Radin, *Property and Personhood*, 34-Stanford Law Review, 1982, P. 957.

31- *Causes Of Book Piracy In Pakistan :A Study Of Khyber Pakhtunkhwa*, 67 Journal of law and society, 2015, P.113-126

32- Elizabeth L. Rosenblatt, *Intellectual Property's Negative Space :Beyond the Utilitarian*, 40 Florida State University Law Review, 2013, P. 441, 457–58

33- N. Sethi, *The Problems and Prospects of the Book Industry in Pakistan* (Karachi: Royal Book Company, 1993) P. 21-22

34- *Causes Of Book Piracy In Pakistan :A Study Of Khyber Pakhtunkhwa*, 67 Journal of law and society, 2015, P.113-126

35- *The Economic Contribution of Copyright-Based Industries in USA*, World intellectual Property Organisation Report 2004 https//:www.wipo.int/export/sites/www/copyright/en/performance/pdf/econ_contribution_cr_us_2004.pdf

36- *UN Conference on Trade and Development, UNCTD (Report) 2002 - 2015*,Creative Economy Outlook, available on https//:unctad.org/en/PublicationsLibrary/ditcted2018d3_en.pdf accessed on 8-April 2019

37- Ibid.

38- Ibid.